اسلامی قانون میں تعزیری جرائم

ڈاکٹر عبدالعزیز عامر

ترجمہ: معروف شاہ شیرازی

جُرم کی تعریف فقہاء کی تعریف کے مطابق جُرم "وہ شرعی ممنوع ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے حد یا تعزیر کے ذریعے روکا ہے۔" اس تعریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس فعل پر تعزیر دی جاتی ہے وہ شارع کی طرف سے ممنوع ہے اور شارع ہی نے اس کو قابلِ سزا جُرم قرار دیا ہے۔ نیز اس تعریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ممنوع فعل اس وقت تک جُرم تصور نہ ہوگا جب تک اس کے ارتکاب پر سزا مقرر نہ کی گئی ہو۔ اگر کسی فعل کے ارتکاب پر سزا مقرر نہیں ہے تو وہ فعل جُرم نہیں ہے[1]۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ ممنوعات کونسے ہیں جن کا ذکر جرم کی اس تعریف میں کیا گیا ہے۔

جمہور فقہاء کی رائے کے مطابق اصول یہ ہے کہ جس جرم میں حد یا کفارہ مقرر نہ کیا گیا ہو اس میں تعزیری سزا ہوگی۔ اس طرح جس معصیت میں بھی حد یا کفارہ نہ ہو اس میں تعزیری سزا مشروع ہوگی۔ لیکن اس اصول کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ بعض معاصی پر تعزیری سزا نہیں ہے اور دوسری طرف بعض افعال ایسے بھی ملتے ہیں کہ وہ معاصی نہیں ہیں مگر اس کے باوجود ان کے ارتکاب پر تعزیری سزا کا حکم لگایا گیا ہے۔ اس لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے معصیت کا مفہوم متعین کریں کیونکہ اسی پر تعزیر کا مدار ہے، اور اس کے بعد اس کی وضاحت بھی کریں کہ بعض اوقات معصیت کے ہوتے ہوئے بھی سزا نہ ہونے اور سزا ہونے کے باوجود معصیت نہ ہونے کا امکان ہو جاتا

---

[1] فقہاء کی یہ تعریف جرم جدید وضعی قوانین کی تعریف سے مطابقت رکھتی ہے۔ جدید قانون کے ماہرین بھی یہی کہتے ہیں کہ صرف وہ فعل یا ترک فعل جرم ہوتا ہے جس کے لیے قانون سزا مقرر کرے۔ اگر کسی فعل یا ترک فعل کے لیے سزا تجویز نہ کی گئی ہو تو وہ جُرم نہ ہوگا۔ دیکھیے الاحکام العامۃ فی قانون العقوبات مصنفہ ڈاکٹر سعید مصطفیٰ سعید، ص ۲۸، طبع ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء

معصیت کی تعریف | فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ محرمات کا ارتکاب اور واجبات کا ترک قابلِ سزا معصیت ہے۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جو اس پر حرام ہو، یا ایسے فعل کو چھوڑ دے جو اس پر واجب ہو، تو وہ معصیت کا مرتکب سمجھا جائے گا اور اگر اس فعل یا ترکِ فعل کے لیے کوئی خاص سزا مقرر نہیں ہے تو وہ شخص تعزیری سزا کا مستوجب ہوگا۔[1]

ترکِ واجب کے معاملہ میں فقہاء جن سلبی افعال کو قابلِ تعزیر قرار دیتے ہیں وہ برسبیلِ مثال یہ ہیں:

زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنا۔ فرض نماز ادا نہ کرنا یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے۔ امانت میں خیانت، مثلاً امانتہ رکھے ہوئے مال، یا یتیم کا مال، یا اوقاف کی پیداوار، یا وہ اموال جو وکلاء (AGENTS) یا مضاربت کرنے والوں (PARTNERS) کے پاس ہوتے ہیں، ادا نہ کرنا۔ نیز غصب کیا ہوا مال واپس نہ کرنا بھی موجبِ تعزیر ہے۔ صاحب کشاف القناع لکھتے ہیں کہ بائع کی طرف سے مال کے ایسے نقائص کو چھپانا بھی تعزیری جرم ہے جن کا اظہار اس پر واجب ہو، کیونکہ مال کے نقائص کو چھپا کر وہ تدلیس (FRAUD) کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی طرح اجارہ اور نکاح میں دھوکہ بازی، یا کسی معاملے کے فریقین میں سے کوئی تدلیس (FRAUD) کا ارتکاب کرے تو اس پر بھی تعزیری سزا جاری ہوگی۔ گواہ اور مخبر بھی اس ضمن میں آتے ہیں

---

[1] تبصرۃ الحکام۔ ابن فرحون، ج ۲، ص ۲۶۶ - ۲۶۷۔ معین الحکام، ص ۱۸۹۔ کشاف القناع عن متن الاقناع ج ۴، ص ۷۵۔ السیاستہ الشرعیہ، ابن تیمیہ، ص ۵۵۔ الحسبتہ فی الاسلام، ابن تیمیہ ص ۳۸۔ الاحکام السلطانیہ ابو یعلیٰ، ص ۲۴۴ اور اس کے بعد۔ الاحکام السلطانیہ، الماوردی، ص ۲۱۰۔ واجب اور حرام کی تعریف کے لیے دیکھیے علم اصول الفقہ، عبدالوہاب خلاف، ص ۱۱۶ اور اس کے بعد، ص ۱۲۵ اور اس کے بعد، طبع ۳، ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۴ء اس میں ان الفاظ کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے کہ "واجب وہ ہے جس میں شارع حتمی طور پر مکلف انسان سے کسی فعل کا مطالبہ کرے۔ اور حرام وہ ہے جس میں شخصِ مکلف سے یہ حتمی مطالبہ کیا گیا ہو کہ وہ کسی فعل کا ارتکاب نہ کرے"۔ اس سلسلے میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ حنفیہ واجب اور فرض میں فرق کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ فرض وہ ہے جس کا مطالبہ حتمی ہو اور اس کی دلیل قطعی ہو، جس میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہ ہو۔ اور واجب وہ ہے جس کا مطالبہ تو حتمی ہو لیکن اس کی دلیل ظنی ہو اور اس میں شبہ کی گنجائش ہو۔ ان کے نزدیک فرض حرام کے مقابلے میں آتا ہے اور واجب کا تقابل مکروہ سے ہوتا ہے۔

بشرطیکہ متعلقہ امر کے بارے میں صحیح خبر دینا مخبر پر واجب ہو، مثلاً ایک شخص کو کسی چیز کی نجاست کا علم ہو اور وہ نہ بتائے۔ اگر حکام اور جج اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں تو ان پر بھی تعزیری سزا کا نفاذ ہو سکتا ہے۔
ابن رشد کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو قاضی (JUDGE) مقرر کیا جائے اور وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کر دے تو اسے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس سلسلے میں دی جانے والی تعزیری سزا جسمانی ضرب اور قید تک جا پہنچے۔ اس لیے کہ جب اسے جج مقرر کر دیا گیا ہے تو عدل و انصاف کا قیام اس کے ذمے واجب ہو گیا ہے اور اس سے انکار کر کے وہ معصیت کا مرتکب ہو رہا ہے، جس پر اسے تعزیری سزا دی جا سکتی ہے[۱]۔

ممنوعات اور محرمات جن میں تعزیر ہے، اُن کے لیے فقہاء نے جو مثالیں دی ہیں وہ یہ ہیں۔ ایسی چوری جس کی سزا چوری کا نصاب پُورا نہ ہونے یا دوسری شرائط مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قطع ید نہ ہو سکتی ہو۔ اجنبی عورت کا بوسہ لینا یا اس کے ساتھ خلوت جس میں زنا کا ثبوت نہ ملے۔ قصداً جھوٹی قسم کھانا۔ بازاروں میں دھوکے کا سودا۔ جھوٹی شہادت۔ مجرمین کو چھپانا اور انہیں پناہ دینا، مثلاً کوئی شخص چوروں اور رہزنوں کو اپنے ہاں چھپا کر رکھے۔ اس طرح کے افعال کا مرتکب ایک ممنوع فعل کا ارتکاب کرتا ہے جو معصیت ہے اور وہ تعزیری سزا کا مستحق بن جاتا ہے[۲]۔

مستحب کے ترک اور مکروہ کے ارتکاب کا حکم یہ بات تو ظاہر ہے کہ واجب کا ترک اور حرام کا ارتکاب ایسی معصیت ہے جس پر ایسی حالت میں تعزیری سزا دی جاتی ہے جبکہ ان جرائم پر از جانب شارع پہلے سے کوئی مقررہ سزا نہ ہو۔ لیکن یہ بات وضاحت طلب ہے کہ ایک مستحب فعل کے ترک یا مکروہ کے ارتکاب پر بھی تعزیری سزا ہے یا نہیں اور یہ کہ آیا یہ فعل معصیت کے دائرے میں آتا ہے یا نہیں؟

اصولِ فقہ کے بعض ماہرین کی رائے یہ ہے کہ ہر مستحب فعل دراصل شارع کا مطلوب ہوتا ہے اور شارع

---

[۱] ترکِ واجبات کے لیے دیکھیے تبصرۃ الحکام لابن فرحون برحاشیہ فتح العلی ج ۲ ص ۳۶۶ - معین الحکام، ص ۱۸۹ - الاحکام السلطانیہ، الماوردی، ص ۲۱۰ - الاحکام السلطانیہ، ابو یعلیٰ، ص ۲۴۷ - السیاسۃ الشرعیہ، ابن تیمیہ، ص ۵۵ - الحسبۃ فی الاسلام، ابن تیمیہ، ص ۳۰ - کشاف القناع علی متن الاقناع، ج ۴ ص ۷۵۔

[۲] تبصرۃ الحکام، ابن فرحون، ج ۲، ص ۳۶۷ برحاشیۂ فتح العلی المالک۔

کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ اسی طرح ہر مکروہ فعل ممنوع ہے اور شارع چاہتا ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ مگر واجب اور مستحب میں فرق یہ ہے کہ واجب کا تارک قابلِ مذمت ہوتا ہے اور مستحب کا تارک نہیں ہوتا۔ اسی طرح مکروہ اور حرام میں فرق یہ ہے کہ حرام کا مرتکب قابلِ مذمت ہوتا ہے اور مکروہ کا نہیں ہوتا۔ اس بنا پر یہ حضرات واجب کے تارک اور مکروہ کے مرتکب کو معصیت کا مرتکب نہیں سمجھتے، کیونکہ معصیت ایسے افعال کو کہتے ہیں جن کا ارتکاب قابلِ مذمت ہو، اور ان افعال کو اس رائے کے قائل قابلِ مذمت نہیں سمجھتے۔ البتہ تارکِ مستحبات اور فاعلِ مکروہات کو یہ لوگ خلافِ شرع حرکت کا مرتکب، اور حکم شرع کی پابندی نہ کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ مخالف شرع اور نافرمان ضرور کہتے ہیں۔

علماء اصول کا دوسرا گروہ اس رائے کی طرف گیا ہے کہ مستحب مامورات میں داخل نہیں ہے۔ اسی طرح مکروہ منہیات کے دائرے میں نہیں آتا۔ اس لیے بات صرف اتنی ہے کہ مستحب کا کرنا پسندیدہ اور مکروہ کا ارتکاب ناپسندیدہ ہے۔ ان حضرات کی رائے میں بھی تارکِ مستحب اور فاعلِ مکروہ کسی معصیت کے مرتکب نہ سمجھے جائیں گے، کیونکہ معصیت کا ارتکاب تو صرف اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب امر و نہی کی صورت میں شرعی تکلیف (IMPOSITION OF BINDING DUTY) موجود ہو اور یہاں وہ موجود نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ تارک مستحب اور فاعل مکروہ کو اگر معصیت کا مرتکب نہیں سمجھا جاتا تو پھر اس فعل پر کیا اسے تعزیری سزا دی جا سکتی ہے؟ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سزا دی جا سکتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو سزا دینا جائز نہیں ہے۔

جو لوگ سزا دینے کے حق میں نہیں ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ استحباب اور کراہیت کی حالت میں کوئی صریح حکم موجود نہیں ہوتا، اور جہاں حکم نہ ہو وہاں سزا جائز نہیں۔ اسی اصول کے پیشِ نظر بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ سزا کا ہونا یا نہ ہونا اس بات کا قرینہ ہوتا ہے کہ فعل مستحب ہے یا واجب، اور مکروہ ہے یا حرام۔ یعنی شارع اگر کسی فعل پر سزا دیتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ فعل واجب یا حرام ہے اور اگر سزا نہیں دی جاتی تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ فعل مستحب یا مکروہ ہے۔[1]

---

[1] واضح رہے کہ اسلامی قانون میں فعل اور ترکِ فعل (DOING AND ABSTENTION FROM DOING) دونوں کے لیے فعل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ (مترجم)

جو لوگ مکروہ فعل کے ارتکاب اور مستحب فعل نہ کرنے کی صورت میں سزا کے قائل ہیں ان کا استدلال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے ہے کہ ایک شخص نے بکری کو ذبح کرنے کے لیے باندھ کر لٹا دیا اور اسے اسی حالت میں چھوڑ کر چھری تیز کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے اسے تعزیری سزا دی۔ چونکہ یہ فعل مکروہ تھا اور اس کے مرتکب کو سزا دی گئی لہٰذا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ترک مستحب اور ارتکاب مکروہ پر سزا دی جاسکتی ہے[1]

میری رائے بھی یہ ہے کہ ترکِ مستحب اور فعل مکروہ پر تعزیری سزا دی جاسکتی ہے کیونکہ بسا اوقات مستحب فعل کرنے اور مکروہ فعل کے نہ کرنے میں پورے معاشرے کی مصلحت ہوتی ہے اور شریعت کا اولین مقصد ہی یہ ہے کہ پورے معاشرے کو برائیوں اور آلودگیوں سے پاک کیا جائے، لوگوں سے ایسے کام کروائے جائیں جن میں ان کی بھلائی ہو اور ایسے کاموں سے ان کو روکا جائے جو ان کے لیے مضر ہوں۔ ان مقاصد کا تقاضا ہے کہ جن معاملات کی نوعیت یہ ہو ان میں ترکِ مستحب اور ارتکابِ مکروہ پر حکومت تعزیری سزا کے نفاذ کی مجاز ہو۔ اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جو لوگ مستحب اور مکروہ کو امر و نہی کے دائرے سے خارج سمجھتے ہیں وہ بھی تارکِ مستحب کو قابلِ عتاب اور فاعلِ مکروہ کو لائق ملامت سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ عتاب و ملامت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ اب یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں عتاب و ملامت کو ایک خفیف قسم کی تعزیر ہی کہا جاسکتا ہے۔ اس طرح ان حضرات کے نزدیک بھی ان افعال پر کسی قدر تعزیری سزا جائز ہو جاتی ہے۔ اگر یہ رائے درست ہے تو پھر ترک مستحب اور فعل مکروہ کے قابلِ سزا ہونے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ایسے افعال ہیں جو معصیت

---

[1] المستصفیٰ، الغزالی، ج ۱، ص ۷۵-۷۶، طبع اوّل، مطبع امیریہ، بولاق مصر ۱۳۲۲ھ - الاحکام فی اصول الاحکام، آمدی، ج ۱، ص ۱۶۰ اور اس کے بعد، طبع ۱۳۳۲ھ، مطابق ۱۹۱۴ء مطبع المعارف مصر (اس میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مکروہ اور مستحب تکلیفی احکام (BINDING ORDERS) ہی کے ضمن میں آتے ہیں) - مواہب الجلیل ج ۶، ص ۳۲۰، طبع اول ۱۳۲۹ھ، مطبع السعادۃ القاہرہ - علم اصول الفقہ، استاد شیخ عبدالوہاب خلاف ص ۱۲۳ اور اس کے بعد - انہوں نے مستحب کی تعریف یوں کی ہے "مستحب وہ ہوتا ہے جس کے کرنے کا شارع کی طرف سے حکم تو ہو لیکن حکم حتمی نہ ہو، اور مکروہ وہ ہوتا ہے جس کے ارتکاب سے رکنے کا تو مطالبہ کیا گیا ہو لیکن حکم حتمی نہ ہو" - التشریع الجنائی الاسلامی ص ۱۲۹-۱۳۰، ص ۱۵۵-۱۵۶-

نہ ہونے کے باوجود ممنوع ہیں۔ اور یہ بات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ممنوعات وہ جرائم ہیں جن کو شارع نے قابلِ سزا قرار دیا ہے، لہٰذا فعلِ مکروہ اور ترکِ مستحب پر اگر سزا ہو تو وہ جرائم میں شمار ہونگے۔

معصیت کے بغیر تعزیر بعض فقہا کہتے ہیں کہ اگر فعل معصیت کے دائرے میں نہ بھی آتا ہو تو بھی مصلحتِ عامہ کے پیشِ نظر تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔ مثلاً ایک غیر مکلّف شخص کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرتا ہے جس پر ایک مکلّف شخص کو تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔ ایک ایسے شخص کو بھی سزا دی جاسکتی ہے جو مباح نوعیت کے لہو و لعب کو ذریعۂ معاش بناتا ہے۔ ایسے شخص ہی کو نہیں بلکہ اسے اجرت دینے والے کو بھی تعزیری سزا دی جاسکتی ہے جبکہ مصلحتِ عامہ اس کی متقاضی ہو۔ مصلحتِ عامہ کے لیے مخنّث کو ملک بدر کیا جاسکتا ہے تاکہ لوگ اسے عورتوں کی سی حرکتیں کرتے نہ دیکھیں اور دوسرے لوگ اس کی تقلید میں مخنّث نہ بنیں۔[1]

مصلحتِ عامہ کی خاطر غیر معصیت افعال پر تعزیری سزا دینے کے جواز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس فعل سے بھی استدلال کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو چوری کے الزام میں حوالات بھیج دیا اور جب تحقیق کے بعد معلوم ہُوا کہ وہ شخص بے گناہ ہے تو اسے رہا کر دیا گیا۔ حضورؐ نے محض الزام جرم کی بنا پر اُسے قید کر دیا تھا درآنحالیکہ اس سے کسی ایسی معصیت کا ارتکاب نہ ہُوا تھا جو موجبِ تعزیر ہو۔[2]

میں سمجھتا ہوں جو شخص عورتوں سے تشبّہ کرتا ہے اسے جو سزا دی جاتی ہے وہ معصیت پر سزا ہے کیونکہ عورتوں سے تشبّہ جائز نہیں ہے، اور جو یہ کام کرے گا وہ دراصل معصیت کا مرتکب ہوگا۔ رہی یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے چوری کے ملزم کو صرف مصلحتِ عامہ کے پیشِ نظر قید میں رکھا، تو میرے خیال میں یہ تفتیش کے لیے ایک انتظامی کارروائی تھی اور ملزم کو احتیاطاً اس وقت تک قید میں رکھا گیا جب تک یہ معلوم نہ ہو گیا کہ وہ مجرم نہیں ہے۔ یہ احتیاط مصلحتِ عامہ کے پیشِ نظر ضروری تھی۔ ہم اسے تعزیری سزا نہیں کہہ سکتے۔

معصیت کا لفظ عصیان سے ہے، اس لیے اس میں خود متعلقہ شخص کے حال کو ضرور پیشِ نظر رکھا جائیگا

---

[1] نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج ۷، ص ۱۷۳، ۱۷۴۔ حاشیۂ ابی الضیاء الشیخ علی الشبر املسی علی شرح المنہاج۔ یہ نہایۃ المحتاج کے حاشیہ پر چھپا ہُوا ہے، ص ۱۷۳، ۱۷۴۔

[2] شرح فتح القدیر، ج ۴، ص ۱۱۷۔

کہ وہ فی الواقع عاصی ہو۔ اگر وہ مکلف ہی نہیں ہے تو اس کا عاصی ہونا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ایک نابالغ کا فعل جو غیر مکلف ہے، معصیت نہیں ہو سکتا اور اسے جو تعزیری سزا دی جائے گی وہ بغرض اصلاح و تربیت ہو گی، یہ مصلحتِ عامہ کا تقاضا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ لہو مباح کا فاعل مرتکب معصیت نہیں ہے، کیونکہ جس فعل کا وہ ارتکاب کر رہا ہے وہ مباح ہے اور کسی فعل کو معصیت نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ اس کے خلاف شریعت نے کوئی حکم نہ دیا ہو۔ لہٰذا لہو مباح کو کمائی کا ذریعہ بنانے والے پر تعزیر صرف مصلحتِ عامہ کے تقاضے سے ہو سکتی ہے۔[۱]

اس بحث کے نتیجے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مصلحتِ عامہ کے پیشِ نظر تعزیری سزا بعض ان افعال پر بھی دی جا سکتی ہے جن میں معصیت کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔ لہٰذا ان اصولوں کے پیشِ نظر ہر اس شخص کو تعزیری سزا دی جا سکتی ہے جو معاشرے کے لیے خطرہ بن رہا ہو، اگرچہ اس نے بالفعل معصیت کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ مثلاً اس شخص کو قید کیا جا سکتا ہے جس کے متعلق یہ بات معروف ہو کہ وہ لوگوں کی جان، مال اور آبرو پر دست درازی کرتا ہے، اگرچہ اس کے خلاف کوئی جرم ثابت نہ ہو۔

معصیت کے باوجود تعزیر کا سقوط جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، شریعت میں قاعدہ تو یہ ہے کہ تمام ان معصیتوں پر تعزیر ہے جن میں سزا مقرر نہیں کی گئی ہے، اور ان ممنوعات تک پر تعزیر ہے جو معصیت بھی نہیں ہیں۔ لیکن ان قواعد کے باوجود بعض فقہائے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ بعض حالات میں معصیت ہونے ہوئے بھی تعزیری سزا نہ دی جائے گی۔

اس کی مثال یہ دی گئی ہے کہ مثلاً کوئی شخص خود اپنے اعضاء کاٹ لیتا ہے، یا اپنے جسم کو ضربات پہنچاتا ہے، زخمی کرتا ہے، یا خودکشی کی کوشش کرتا ہے۔ یہ شخص شرعاً معصیت کا ارتکاب کر رہا ہے، کیونکہ یہ سب افعال حرام ہیں۔ لیکن اگر ان حالات میں کوئی تعزیری سزا کے نفاذ کا قائل نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی حالت ایسی بھی ہے جس میں معصیت تو ہوتی ہے مگر سزا نہیں ہوتی۔[۲]

۱۔ مصلحت عامہ کے پیشِ نظر تعزیری سزا کی بحث کے لیے دیکھیے التشریع الجنائی الاسلامی ص ۱۴۹ اور اس کے بعد۔

۲۔ نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج ۸، ص ۱۷۲ اور اس کے بعد۔ حاشیۃ ابو الضیاء الشیخ الشبراملسی علی شرح المنہاج برحاشیۂ کتاب مذکور، ص ۱۷۲ اور اس کے بعد۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ بے شک اس مثال میں قصاص تو ممکن نہیں ہے، اور تعزیری سزا کو اس لیے روکا گیا ہے کہ اس شخص کو پہلے ہی اپنے ہاتھوں جسمانی اذیت پہنچ چکی ہے لہٰذا مزید سزا کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود میرے نزدیک اس صورت میں کوئی چیز تعزیری سزا سے مانع بھی نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ شخص اگرچہ اپنے نفس ہی پر زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے، مگر اپنے نفس کی حفاظت بھی شرعاً واجب ہے۔

"جرم" معصیت کا مرادف نہیں ہے اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جرم کا دائرہ معصیت سے وسیع تر ہے۔ معصیت بھی جرم میں داخل ہے اور اس کے ساتھ دوسرے ممنوع افعال بھی جرم ہیں مثلاً ترک مستحب اور فعل مکروہ، نیز وہ افعال بھی اس میں داخل ہیں جو معصیت کی تعریف میں بھی نہیں آتے، نہ ترک مستحب اور فعلِ مکروہ ہی کی تعریف میں آتے ہیں بلکہ بربنائے مصلحت ان کا ارتکاب ممنوع ہوتا ہے اور ان پر تعزیری سزا دی جاتی ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جرم اور معصیت ہم معنی ہیں۔

جن ممنوعات پر تعزیری سزا واجب ہے ان کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کے ہم جنس جرائم کے لیے مقررہ سزائیں ہوں لیکن وہ سزائیں ان پر اس لیے نافذ نہ ہو سکتی ہوں کہ نفاذِ سزا کی لازمی شرائط پوری نہ ہو رہی ہوں۔ دوسرے وہ جن کے لیے سزا تو مقرر ہو لیکن شبہ کی بنا پر یا کسی اور وجہ سے اس کا نفاذ نہ ہو سکتا ہو۔ تیسرے وہ جن کے لیے سرے سے شریعت نے کوئی خاص سزا مقرر نہ کی ہو۔ ان جرائم سے ہم تفصیل بحث کریں گے اور ہماری بحث میں جرائم کی تقسیم اس محل کے مطابق ہو گی جس پر جرم کا وقوع ہو رہا ہو۔